

ناشر کا مراسلہ قارئین کے نام

اشان کی دورانی شانہ سرگرمیوں کی وجہ سے ہماری پیاری دنیا پر خطر ماحولیاتی تبدیلوں کی زد پر ہے۔ چونکہ یہ خطا نی نوع انسانی کے ہاتھوں سرزد ہوئی اور ہو رہی ہے، اس لئے اس تباہ کن عالمی بحران سے ابھرنے کی فائدہ داری بھی انھیں پر عائد ہوتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اقوام عالم شانہ بہ شانہ کھڑے ہو کر اپنی افرادی اور اجتماعی کوشش ہم کے ذریعے کرہے ہوئے کے دکھوں کا مدد ادا تلاش کریں۔ اس مقصد کے لئے ہم کو چاہئے کہ خوبی مہموں، تحقیقی اعداد و شمار، تجربات، نظریات، تکنیکی معلومات، سرمایہ اور قیادت کی صورت میں دستیاب وسائل کو بروئے کار لائیں۔ دنیا کے



طول و عرض میں رہنے والے ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ ایسا طرز عمل اختیار کرے جس سے اوزون کی سطح، پیز، پودے جنگلات، بزرگ زار اور صاف و شفاف پالی ٹھکنواڑ ہے اور فوسل اینڈ ہن کا استعمال کم سے کم۔

اس جہت میں امریکہ تحفظ تو انانی کو تقویت دینے اور ماحولیاتی تبدیلی کے تین موڑ اقدامات کے سلسلے میں اپنا روں ادا کرنے کے وعدے پر کار بند ہے۔ اس کے ساتھ ہم ماحولیاتی تبدیلی پر اقوام متحده کے ایک ایسے مال بعد ۲۰۱۲ فریم ورک کو علمی جامہ پہنانے میں سرگرمی سے منہک ہیں جو ماحولیاتی طور پر موثر اور اقتصادی طور پر دیر پا ہو۔ امریکہ، ہندوستان سمیت اپنے شرکاء کار سے اس مسئلے پر اتفاق رائے پیدا کرنے اور ایسی اختراعی تکنالوجیوں کو اپنانے کی کوششوں میں مصروف ہے جو ماحولیاتی تقاضات کو میا ختم کر سکیں۔

اپین کے زیر نظر شمارے میں، ماحولیاتی تبدیلی پر ہماری سروق پیکش میں نہ صرف صورتحال کی تغییر پر روشنی ڈالی گئی ہے بلکہ ذکر برے ۲۰۰ میں نوبل انعام برائے امن کی تقریبات کے دوران سابق امریکی نائب صدر الگور اور میں الاقوامی پیش براۓ ماحولیاتی تبدیلی کے چیزیں میں آر کے پچوری کی مخصوص اپیلیں بھی شامل کی گئیں ہیں جن میں عالمی عزم اور تعاون باہمی پر زور دیا گیا ہے۔ اس شمارے میں ہم نے اونڈھتی داس کے تحریر کردہ اکادمی انعام یا ففتہ دستاویزی فلم ”ایک تکلیف دہ حقیقت“ پر ایک تبصرے کو بھی شامل کیا ہے۔ اس فلم کو ہندوستان کی امریکی لائبریریوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اس مباحثے کے مزید پہلوؤں کو باجا گر کرنے کے لئے ہم نے جیسی لمحات اس کے تحریر کردہ مضمون ”ایک غیر ہنی حقیقت“ کو پیش قارئین کیا ہے۔ ان کے بقول ماحولیاتی تبدیلی کی شدت اور اس کے دائرة اثر کے بارے میں ہم اب بھی بہت کم واقف ہیں۔ انھوں نے اس ضمن میں فیصلہ سازوں کی توجہ خاص کی کوشش و تکمیل کیا ہے۔

امریکیوں نے یہ محسوس کیا ہے کہ سرکاری اور خصی شرکت، ماحولیاتی چیلنجوں کے ملاش حل کی شاہکار ہے۔ طریقہ کار، مشینی، فضلات کا معقول نظم اور نئی مصنوعات کے میدان میں اختراعات پہلے سے ہی امریکہ اور دیگر مقامات پر چھوٹے کاروباروں اور بڑی کمپنیوں دونوں میں ہی نافذ کی جا رہیں ہیں۔ ہم نے ان میں سے چند کا احاطہ ایئڈی آئریکس کے مضمون ”فطرت کے نقش پا کی پیروی“ اور ایڈمنڈ ایف شر کی تحریر ”گرین ہاؤس گیسوس کی تخفیف میں نئی تکنالوژی کا تعاون“ میں کیا ہے۔ دنیا کوئئے تصورات کی کوشش و تعاون سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ماحولیات کے میدان میں روزگار کے امکانات میں اضافہ ہوگا۔ لیزا اے۔ سوینا رسکی ڈی ہریا اپنے مضمون ”ماہولیاتی تبدیلی اور پیشہ درانہ موقع“ میں اس پہلو پر روشنی ڈال رہی ہیں۔ امید ہے کہ آپ ان مضمونیں اور ان میں دئے گئے حقائق اور اعداد و شمار سے نہ صرف لطف انداز ہوں گے بلکہ ماحولیات کو بہتر بنانے میں اپنی پسند و ناپسند کا جائزہ بھی لے گے۔ وہ پسند خواہ کاغذ یا پلاسٹک کے تھیلوں سے متعلق یا پھر دستی یا خود کار کاروں سے نکلنے والی گرین ہاؤس گیسوس کے اخراج سے متعلق ہوں یا پھر وہ گوشت خوری یا سبزی خوری سے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔

ہم آرٹسٹ سجاتا بجانج کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے کریم افسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ماحولیات کے جلتے سلگتے مسئلے کی جانب کاروائی انسانی کی توجہ مبذول کرانے والے اپنے شاہکار ”فائز“ کو سروق پر شائع کرنے کی اجازت اپین کو دے دی۔ حق تو یہ ہے کہ یہن پارہ، کسی دلکش موسیقی کی طرح آپ کے قلب و ذہن اور روح کو بر مادے گا۔

Jerry Altucher

(لیری شوارٹز)